ظلم ونسل پرستی کی ممنوعیت

کا

قانون

از: محمد حسن مظفری

اسلام عدل وانصاف کا مذہب ہے اور ظلم کی ڈٹ کر مخالفت کرتا ہے چاہے وہ کسی رنگ روپ اور شکل وصورت میں پایا جاتا ہو۔اسلام نے دوسروں کے حقوق کے سلسلے میں تجاوز وزیادتی اور دوسروں کی جان ومال اور عزت و آبرو کے سلسلے میں تعرض و دست درازی کو حرام قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں سورۂ بقرہ کی ۲۷۹ویں آیۂ کریمہ میں دونہایت مختصر مگر خوبصورت کلمات میں اس قانون کی وضاحت کی گئی ہے۔اس آیت میں ربا کی تحریم کا اعلان ہے۔ربا کا مطلب ایسے ضرورت مند لوگوں سے سود وصول کرنا ہے جو زندگی کے بوجھ اور دباؤ سے تنگ آکر قرض لینے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں۔اسلام نے ربا کو ظلم کے نام سے یاد کیا ہے کیونکہ نیاز مند افراد سے سود لینے کی وجہ سے معاشرہ آہستہ آہستہ دولتمند و فقیر اور سود لینے والے ؟ دو طبقوں میں تبدیل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے سماج میں اقتصادی نابراری اور طبقاتی دراڑ پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلام رباگیری وسود خوری کو معاشرہ میں اقتصادی ظلم وناانصافی کی اہم علامت جانتا ہے اور قرض دینے والوں سے یہ

مطالبہ کرتا ہے کہ تم کو صرف اپنے ''اصل سرمایہ'' کی واپسی کا حق حاصل ہے اور اس کے علاوہ کسی قسم کا سود حاصل کرنا حرام ہے۔اس آیہ مبارکہ میں ربا کی تحریم وممنوعیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔'' لاتَظلمون ولاتظلمون''[1] نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ کسی کا ظلم قبول کرو۔اسلام نے لاتَظلمون ولاتُظلمون کو ایک بنیادی قانون کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور مسئلہ ربا ظلم و ناانصافی کی مختلف شکلوں میں سے ایک ہے۔

ظلم کے مختلف رنگ وروپ ہوتے ہیں ۔ یہ اکثر و بیشتر سماجی ، سیاسی، قومی ، مذہبی، نسلی، زبانی اور ثقافتی رنگ وروپ میں دکھائی دیتا ہے اور اس قرآنی قانون کی بنیاد پر ظلم، چاہے جس شکل و صورت میں بھی ہو، مذموم اور حرام ہے۔عادلانہ راہ وروش اختیار کرنا اور ظالمانہ راہ وروش کو حرام قرار دینا مذہب اسلام کے بنیادی'' قانون ساز'' اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے۔اکثر اسلامی احکام جو وضاحت کے ساتھ بیان نہیں ہوتے تھے، ایسے ہی بنیادی اصولوں کے ذریعہ استنباط کئے جاتے تھے۔اسلام نے ظلم کی تمام شکلوں کی شدید مذمت کی ہے اور عدل وانصاف کی چاہے وہ کسی رنگ وروپ میں ہو، بھرپور حمایت کی ہے۔ قرآن نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ دشمن کی ظالمانہ و معاندانہ راہ وروش کو اپنے ظالمانہ اخلاق کے لئے بہانہ قرار دیتے ہوئے عدل وانصاف کے دائرہ سے باہر نہیں جاسکتے ہیں۔'' وَلایَجرِمَنَّکُمْ شَنَأٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَلّاتَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَاَقْرَبُ لِلتَّقْویٰ۔''[2]

اسلام کی عدل پسندی وانصاف دوستی اور ظلم کے خلاف باقاعدہ نبرد آزمائی کا قانون غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔یہی وہ قانون ہے جس نے اسلام کو ایک انسانی اور عالمی مذہب بنادیا ہے۔اسلام کی روح ظلم و ناانصافی کے ہر رنگ وروپ سے متنفر ہے اور امتیاز

وبھید بھاؤ ظلم وناانصافی کے بدنما چہروں میں سے ایک ہے۔ پیغمبر اکرمؐ ساری زندگی نسلی فضیلت پسندی اور رنگ وزبان کے امتیاز کے خلاف جدوجہد میں سرگرم رہے چنانچہ نسلی امتیاز وتفاخر کی تردید و مذمت میں ان کی بیشمار احادیث موجود ہیں۔اس کے علاوہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے" یاَاَیُّهَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ۔"[3] یعنی مذہب اسلام میں رنگ ونسل وزبان وغیرہ نہیں بلکہ فضیلت وبرتری کی کسوٹی تقویٰ وپرہیزگاری ہے اور امسال اسی ستمبر کے مہینے میں جنوبی افریقہ میں واقع ڈربان شہر میں نسل پرستی کے خلاف منعقد کی گئی عالمی کانفرنس کا بنیادی مقصد درحقیقت انہیں ارمانات کو عملی جامہ پہنانا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اس عالمی کانفرنس میں شریک مندوبین نے درج ذیل دو باتوں پر خصوصی توجہ دی ہے۔

الف۔ صہیونیت درحقیقت نسل پرستی کے برابر ہے

ب۔ افریقہ کے مظلوم عوام کو غلامی وبردگی کی زنجیروں میں جکڑنے والی دنیا کی سامراجی حکومتوں کو اس جرم کے لئے معذرت خواہی کرنی ہوگی اور اس ظالمانہ راہ وروش کے شکار ملکوں کو خسارہ کی تلافی کے لئے لازمی رقم بھی ادا کرنی پڑے گی۔

یہ عالمی کانفرنس بحث ومباحثہ کے ابتدائی مرحلہ میں اپنے بنیادی مقصد کی طرف گامزن تھی اور آخری مرحلہ میں جاری کی جانے والی قرارداد کے مسودہ میں یہ بات بھی تسلیم کرلی گئی تھی کہ "صہیونیت نسل پرستی کے برابر ہے۔" لیکن امریکہ اور صہیونی حکمراں اس بات پر راضی نہ ہوئے۔ چونکہ ان دونوں ممالک کے پاس اپنی ناراضگی کے دفاع کے لئے کوئی منطقی دلیل موجود نہ تھی اسی وجہ سے ابتدائی مرحلے میں ہی یہ دونوں

ممالک کانفرنس سے باہر آگئے اور یوروپی و دیگر ممالک پر اپنے دباؤ کے ذریعہ اس کوشش میں کامیاب ہوگئے کہ قرار داد سے پہلے حصے کو الگ کر دیا جائے جس میں ساری دنیا نے متفقہ طور پر صہیونیت کی مذمت کی تھی۔ بہر حال اس عالمی کانفرنس کی آخری قرار داد میں فلسطینیوں کے لئے آزاد ملک کی تشکیل کی حمایت کی گئی ہے۔

حیرت انگیز بات ہے کہ انسانی حقوق کی حمایت میں فلک شگاف نعرہ بلند کرنے والے ممالک بشر دوستانہ دخل اندازیوں کے بہانے دنیا کے مختلف ملکوں میں مداخلت کر رہے ہیں اور دوسری طرف صہیونی جلادوں کے نسل پرستانہ مظالم کی اس طرح حمایت وپشت پناہی بھی کر رہے ہیں۔

در حقیقت غور طلب بات ہے کہ یہ نسل پرستی کیا ہے ؟ اور کیا صہیونی حکومت ایک نسل پرست حکومت ہے ؟ ان بنیادی موضوعات کا تجزیہ کرتے وقت تنظیم اقوام متحدہ سے وابستہ بین الاقوامی اسناد و مدارک اور عالمی قراردوں کی بعض اہم دفعات کی طرف اشارہ کرنا لازمی معلوم ہوتا ہے:

"اس دنیا میں پیدا ہونے والے تمام لوگ آزاد پیدا ہوئے ہیں اور سب لوگوں کو یکساں عزت اور مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اس دنیا کے ہر فرد کو چاہے وہ کسی بھی رنگ، نسل، جنسیت، زبان، سیاسی نظریہ، یا کسی دوسرے عقیدہ و نظریہ کا حامل ہو یا سماجی و اقتصادی اعتبار سے اسکا تعلق کسی بھی طبقے سے ہو سبھی لوگ مساوی حقوق کے حامل ہیں . . . قانون کی نگاہ میں سبھی لوگ برابر ہیں اور کسی فرق و امتیاز کے بغیر سب لوگوں کو قانون کی مساوی حمایت حاصل ہے۔"[۴]

" بین الاقوامی تنظیموں اور اہم عالمی اداروں سے وابستہ ممالک نے مختلف

کنونشنوں کے دوران انسان کے سماجی، اقتصادی اور ثقافتی حقوق کے بارے میں یہ عہد کیا ہے کہ کنونشن کے دوران پاس شدہ حقوق کو نسل، رنگ، جنسیت، زبان، مذہبیت اور قومیت وغیرہ کی بنیاد پر فراہم نہ کیا جائے گا بلکہ یہ حقوق سب کے لئے مساوی طور پر فراہم ہوں گے اور اس سلسلے میں کسی قسم کا امتیاز یا بھید بھاؤ نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ دنیا کے ہر آدمی کو کام کاج، مناسب مزدوری اور لازمی تربیت کے مساوی مواقع حاصل ہوں گے۔"

۵ "ممبر مالک نے اس بات کا بھی عہد کر رکھا ہے کہ کسی بھی امتیاز و فضیلت کے بغیر قانون کی نظر میں ہر آدمی مساوی حقوق کا حامل اور قانون کی حمایت و سرپرستی سے مالا مال ہے اور ہر ممکن امتیاز و فضیلت کے مقابلے میں قانون بچوں کے حقوق کی حمایت کرے گا۔" ۶

ممبر ممالک نسلی امتیاز و فضیلت کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور ایسی سیاست کو عملی جامہ پہنانے کی حمایت کرتے ہیں جو نسلی امتیاز اور اس کے ہر رنگ و روپ کو صفحہ ہستی سے نابود کر دے۔ ممبر ممالک اس بات کا بھی عہد کرتے ہیں کہ وہ نسلی امتیاز کو مٹانے کی بھرپور کوشش کریں گے چاہے اس کو کسی ایک شخص، کسی جماعت یا کسی بڑی تنظیم کے ذریعہ عملی جامہ پہنایا جا رہا ہو۔ ممبر ممالک نسلی امتیاز کو ممنوع قرار دینے اور اس کو پوری طرح محو کر دینے کا اٹل فیصلہ اور مستحکم عہد کرتے ہیں اور رنگ و نسل و قومیت کی بنیاد پر کسی امتیاز و فضیلت کو نگاہ میں رکھے بغیر ہر آدمی کو برابر کا حق دیں گے۔ قانون کی نگاہ میں دنیا کا ہر فرد مساوی حقوق کا حامل ہوگا۔ دنیا کا ہر آدمی کو مساوی سیاسی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق حاصل ہوں گے اور خصوصیت کے ساتھ مزدوروں کو عادلانہ حالات اور مناسب کام اور مساوی کام کے عوض میں مساوی مزدوری فراہم کی جائے گی۔ بے روزگاروں کی حمایت کی جائے گی۔ اور ہر ایک کے لئے مکان اور صحت و سلامتی کی دیکھ

بھال کے لئے مناسب طبی انتظام ہو گا۔ ہر فرد کے لئے سماجی سلامتی و سماجی خدمات نیز تمام لوگوں کی تعلیم و تربیت کی فراہمی کی ضمانت ہو گی۔ اس کے علاوہ نسلی امتیاز کے خلاف کی جانے والی جد و جہد کے دوران جو لوگ اس راہ میں اپنی جان نچھاور کر دیں گے ان کے پسماندگان کی حمایت کی جائے گی۔"[۷]

ممبر ممالک بچے باپ یا اس کے سرپرست کی نسل، زبان جنسیت اور اس کے رنگ و مذہب کے سلسلے میں کسی قسم کے امتیاز کے بغیر بچے کے احترام کے ساتھ ہی ساتھ اس کے وارث کے حقوق کی حفاظت کریں گے۔

"تمام ممبر ممالک نے بچے کی تعلیم و تربیت کے حق کو تسلیم کیا ہے۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ عمومی اعتبار سے بچوں کی تعلیم کو لازمی قرار دیتے ہوئے انہیں تعلیمی وسائل و امکانات فراہم کریں۔ جس ملک میں مذہبی قومی اور زبانی اقلیت والی قومیں آباد ہیں وہاں اقلیتی جماعت کے کسی بچے کو قومی ثقافت تہذیب و تمدن مذہب یا اس کی اپنی زبان سے محروم نہ ہونے دیا جائے۔"[۸]

انسانی حقوق کے سلسلے میں بعض بین الاقوامی کنونشن کی اسناد کا تذکرہ کرنے کے بعد قاری کے ذہن میں درج ذیل سوال ابھر سکتے ہیں۔

کیا صہیونی حکومت کے سایہ میں فلسطینی عربوں اور اسرائیلی صہیونیوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں؟

کیا شغل اور حکومتی عہدہ و مقام کے اعتبار سے عربوں اور صہیونیوں کو مساوی مواقع فراہم ہیں؟

صہیونی نقطہ نظر سے فلسطینی عوام کا اس کے علاوہ اور کیا جرم ہے کہ وہ عربی زبان

بولتے ہیں، مذہبی اعتبار سے یہودی نہیں ہیں اور غیر صہیونی سیاسی عقائد کے حامل ہیں؟

کیا ایک فلسطینی بچے کو اور افریقہ، امریکہ اور یورپ سے لائے گئے ایک یہودی بچے کو برابر کے حقوق حاصل ہیں جو صہیونی حکمرانوں کے ذریعہ مقبوضہ علاقوں میں آباد کیا گیا ہے؟

کیا صہیونی حکومت دنیا کے مختلف ملکوں سے لائے گئے یہودیوں کو مقبوضہ علاقوں میں سکونت نہیں فراہم کر رہی ہے۔؟

کیا فلسطینی عوام کے گھروں کو صہیونی حکمرانوں کے ذریعہ تباہ و برباد نہیں کیا جارہا ہے؟ کیا صہیونی حکومت اس علاقے کے باشندوں کو فلسطینیوں کے خلاف جنگی کارروائی کے لئے انہیں مسلح نہیں کر رہے ہیں؟

کیا صہیونی حکومت ان فلسطینی باشندوں کو بھی بین الاقوامی قوانین کے مطابق خسارہ ادا کر رہی ہے جن کے گھروں کو دنگے فساد کے دوران ویران کر دیا گیا یا جن کے وارثوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے؟

دنیا کے سبھی اخباروں میں ہر روز نسل پرست صہیونی مظالم کی جھلک دکھائی دیتی ہے اور دنیا والے صہیونی جلادوں کے امتیازانہ سلوک کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پس ایسی صورتحال میں نسل پرستی کے خلاف کی جانے والی کانفرنس کے مرکزی ہال سے باہر آجانے سے یا اس کانفرنس کی آخری قرارداد سے نسل پرستی کی مذمت والی عبارت کے حذف کر دینے سے صہیونی حکمرانوں اور ان کے طرفداروں کا مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔

بالکل اسی طرح جیسے آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ برسوں پہلے افریقی عوام کو امریکہ

یورپ اور ایشیا کے بازاروں میں بیچا گیا تھا لیکن آج بھی انسانی ضمیر چند دہائی قبل ہونے والے مظالم سے گھائل دکھائی دے رہا ہے اور ساری دنیا ان ملکوں کی حمایت وطرفداری کا اعلان کر رہی ہے جہاں کے لوگ کل غلامی و بردگی کا شکار ہوئے تھے۔ پس وہ دن دور نہیں رہ گئے جب صہیونی حکومت کو بھی دنیا کے ان بیدار ضمیر لوگوں کا سامنا کرنا ہوگا۔ "الیس الصبح بقریب۔"؟ ۹ کیا صبح نزدیک نہیں ہے؟

حوالے:

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۷۹
۲۔ سورہ مائدہ آیت ۸
۳۔ سورہ حجرات آیت ۱۲
۴۔ عالمی انسانی حقوق میمورینڈم دفعات ۱، ۲، ۷، اور ۲۳
۵۔ عالمی انسانی سماجی اقتصادی اور ثقافتی حقوق کنونشن دفعات ۲، ۱۴، ۲۴، ۲۶
۷۔ نسلی امتیازات کی تمام شکلوں کی نابودی کا کنونشن دفعات ۲، ۵ اور ۶
۸۔ بچوں کے حقوق کا کنونشن دفعات ۲، ۲۸، ۳۰
۹۔ سورہ ھود آیت ۸۱

☆☆☆☆